الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بہ فیضِ روحانی شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ

بدر القادری مصباحی فکرِ اقبال کے حسین و جمیل مظہر

ڈاکٹر محمد حسین مُشاہد رضوی (مالیگاؤں)

ناشر: ادارۂ دوستی، ۸۴۲، رکمال پورہ، مالیگاؤں (ناسک)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدر القادری مصباحی فکرِ اقبال کے حسین و جمیل مظہر

حضرت علامہ مولانا بدر القادری مصباحی کا شمار اہل سنت و جماعت کے ممتاز دانش ور عالمِ دین، بلند پایہ محقق، مایۂ ناز ادیب، بے مثل واعظ اور عظیم مبلغ و داعیِ دین میں ہوتا ہے۔ آپ کی ذات ہمہ جہت خوبیوں کی حامل ہے۔ دورِ حاضر کے علمائے اہل سنت میں آپ منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔ اردو نثر نگاری میں آپ کا مرتبہ نہایت بلند ہے۔ آپ کا اسلوب بہت ہی عمدہ اور دل نشین ہے۔ آپ کی ولادت گھوسی، ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی، ۱۹۷۸ء سے آپ دیارِ مغرب ہالینڈ کی سرزمین پر مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں۔ جہاں "ندائے اسلام" نامی ماہ نامہ اردو اور انگلش زبانوں میں بیک وقت آپ کی ادارت میں جاری ہے۔

اس وقت میرے پیشِ نظر آپ کی اصلاحی و انقلابی نظموں کا مجموعہ "الرحیل" ہے۔ آپ کی نظموں میں شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال کے افکار و تخیل اور رنگ و آہنگ کی ایسی آمیزش ہے کہ اس پر اصل میں اقبال کے اشعار کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ پورا مجموعۂ کلام "الرحیل" اقبال کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ ذیل میں مثالیں ہدیۂ ناظرین ہے ؎

شور تکبیر سے کونین لرز جاتے تھے
تو نے افسوس! کہاں دیکھی وہ ضربِ مضراب
تو چمکتا تھا صداقت کا ستارا بن کر
عدل و انصاف کی کشتی کا کنارا بن کر
درس دیتا تھا مساوات کا تو عالم کو
اپنی ہی زلفوں کے اب روتا ہے پیچ و خم کو

اے قوم مسلماں تری سطوت کا ستارا
تاریکیِ کونین ہوئی جس سے دوپارا
ساحل کی تمنا ہے تو موجوں سے خطر کیا
نادان ہے امواج کے دامن میں کنارا
ہے شیخ حرم پیر کلیسا کا مقلد
معدوم ہوا غیرتِ ملّی کا شرارا
غرناطہ و اسپین را اقبالؔ بزارد
بدرؔ ارضِ فلسطین و مقاماتِ ہمارا
جل رہا ہے قبلۂ اوّل تمہارا آگ میں
اور تم کھوئے ہوئے ہو زندگی کے راگ میں
گردنِ حق پر کہاں تک تیغِ باطل کی خراش
کاش ہوجاتا مسلماں تیرا سینہ پاش پاش

مولانا بدرالقادری مصباحی جلالۃ العلم حضور حافظِ ملّت شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی قدس سرہٗ کے قابلِ فخر شاگرد ہیں یہ انھیں کی خوشہ چینی کا فیض ہے کہ مولانا بدرالقادری مصباحی اتنی گوناگوں صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ مولانا کی ایک تاریخی نظم جس کا عنوان ہے ''حافظِ ملّت'' اس کے چند بند خاطر نشین ہوں جو اقبالؔ کے رنگ و آہنگ سے مملو ہے ؎

یہ کون اُٹھا ہندِ شمالی کی زمیں سے
علم اور حقایق کی سنبھالے ہوئے قندیل
سدرہ کے مکینوں سے سنا بدرؔ نے اک راز
ہونے کو ہے اب آرزوئے شوق کی تکمیل

مظلومیتِ قوم کا رُخ دیکھنے والی
سرمستِ تحیر یہ زمیں بوس نگاہیں
پوشیدہ نہیں مردِ خدا بیں کی نظر سے
اے قوم تری زندگی و موت کی راہیں

افکار پہ ماضی کا درخشندہ زمانہ
آنکھوں پہ مچلتی ہوئی تاریخ کہن ہے
میدانِ عمل میں یہ جواں مرد امنگیں
پیری میں تھکن ہے نہ کوئی ضعفِ بدن ہے

ہے عالمِ ملکوت میں اک رشک کا عالم
کس پیکرِ خاکی کی فرشتوں میں ہے شہرت
اے اہلِ زمیں کردو خبر اہلِ فلک کو
کہتے ہیں اسی ذات کو ہم حافظِ ملّت

بیسویں صدی کی عظیم ترین شخصیت مجددِ اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی کے افکار و نظریات سے مولانا نہ صرف متاثر ہیں بل کہ ان کے مبلغ و داعی بھی ہیں۔ گستاخیِ خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر وجود میں آئے تمام باطل نظریات نجدیت، وہابیت، دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت وغیرہ سے مسلمانوں کو دور رکھنے کا جو عظیم کارنامہ امام احمد رضا نے انجام دیا ہے وہ آپ کے روبرو ہے یوں تو پورا مجموعۂ کلام ''الرحیل'' آپ کی بارگاہ میں نذر ہے مگر آپ کی شان میں لکھی گئی ایک منقبت فنی و شعری محاسن کا بہترین نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ فکرِ اقبال کی مظہر ہے ؎

غم کے ماروں کے لیے ثابت ہوا غم خوار کون؟
بانٹتا آیا شبِ دیجُور میں انوار کون؟
لے کے ہاتھوں میں اُٹھا تھا صدق کی تلوار کون؟
اہلِ باطل سے ہوا تھا بر سرِ پیکار کون؟

بالیقیں تُو اک رضائے احمدِ مختار ہے
جو ترا دشمن ہے وہ اسلام کا غدّار ہے

مجد کی دھرتی سے جب اُٹھا تھا طوفانِ مہیب
دامنِ ایماں پہ جب لپکے تھے اشرار لہیب
بن کے کون اس دن چلا آوازۂ حق کا نقیب
دیں کی خاطر بن گیا سارا جہاں جس کا رقیب

کس کے نعروں سے زمانہ لرزہ بر اندام ہے
کس کے ہاتھوں میں محبت کا چھلکتا جام ہے

مولانا بدرالقادری مصباحی خوابِ غفلت کے نشے میں چور قومِ مسلم کو بیدار اور باہوش دیکھنا چاہتے ہیں اور امتِ بیضا کی زبوں حالی پر تڑپ اٹھتے ہیں امتِ مسلمہ کے تئیں آپ کا گہرا کرب و غم دیکھنا ہو تو یہ اشعار نشانِ خاطر فرمائیں ؎

اے مری قوم! تجھے عظمتِ رفتہ کی قسم
تجھ میں سوئے ہوئے احساسِ شکستہ کی قسم
غیرتِ دیں کا مرقع تھی کبھی تیری سرشت
آج کیوں قعرِ مذلّت ہے تری جائے نشست

تو نے اوصافِ کہن کھو کے جہاں کھو ڈالا
بیچ دی اپنی خودی عزمِ جواں کھو ڈالا
کیا مِلا عظمتِ اسلام کو رُسوا کرکے
چند ٹکڑوں کے لیے دین کا سودا کرکے
ہے مسلمان تو پھر شانِ مسلمانی لا
اہلِ ایماں ہے تو کردار بھی ایمانی لا
تُو بگولوں کی طرح اُٹھا تھا ویرانوں سے
اس ارادے سے کہ ٹکرائیں گے طوفانوں سے
اب یہ عالم ہے کہ تُو خود کو بھلا بیٹھا ہے
مایۂ عزتِ مسلم کو لُٹا بیٹھا ہے

امتِ مسلمہ کی تاریخ بڑی روشن اور تابناک ہے۔ درِ خیبر کو بھی ہم نے ہی اکھاڑا ، دریاؤں کی روانی میں موجوں سے بے خطر ہو کر اپنے گھوڑے بھی ہم نے ہی دوڑائے ، اجنبی ملک پر جا کر اپنی کشتیوں کو جلانے کے بعد ؏

ہر ملک ملکِ ماست کہ مِلکِ خدائے ماست

کا نعرہ بھی ہم نے ہی لگایا اور ؏

نیل کے ساحل سے لے کر تابہ خاکِ کاشغر

اسلامی شوکت و اقتدار کا پرچم لہرایا۔ اور یہی علاقے اس ذلت و نکبت کے بھی امین ہیں کہ بغداد کی تاتاریوں نے اینٹ سے اینٹ بجائی، غرناطہ کا سقوط ہوا اور جس راہ سے طارق فاتحانہ شان سے گئے تھے اسی سے چھ لاکھ مسلمان نہایت بے سروسامانی کے عالم میں ملک بدر ہوئے اور کوئی ان پر آنسو بہانے والا بھی نہ تھا۔ ماضی کی روشن تاریخ کے مقابل آج ہمارا حال بالکل برعکس ہے ہم ان جاں باز سرفروش مجاہدین کو بھلا بیٹھے ہیں۔ ہماری شریانوں میں بہتا ہوا خون جو کبھی جذبۂ جہاد سے گرم تر رہا کرتا تھا آج بالکل سرد ہے نکبت و خواری کے دلدل میں دھنسا

ہمارا مقدر بنتا جارہا ہے بدرالقادری مصباحی جیسے حساس طبیعت کے حامل فرد پر اس خواری و نکبت کا بڑا گہرا اثر پڑتا ہے اور وہ یوں گویا ہوتے ہیں ؎

اپنی تاریخ کو جو قوم بھلا دیتی ہے
صفحۂ دہر سے وہ خود کو مٹا دیتی ہے
تو نے دریا کی روانی پہ حکومت کی ہے
یعنی ہر آنی و فانی پہ حکومت کی ہے
تیرے ہی گھوڑوں کی ٹاپوں کے اثر سے ہردم
مدتوں لرزے میں یورپ کی فضا تھی پیہم
بودجانہ سی وہ اسلام سے اُلفت نہ رہی
اُمِ عمارہ سی تابندہ محبت نہ رہی
کوہ طارق پہ نہ اب طارق ذی شاں ہی رہا
اندلس کا نہ وہ موسا سا نگہباں ہی رہا
پانی پت اب بھی ہے ابدالی کی تلوار نہیں
اب کسی رن میں تری تیغوں کی جھنکار نہیں
تیرا جب تک رہا قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ
رحمتِ ربِّ دوعالم رہی تیرے ساتھ
اور جب تو نے وہ دستورِ عمل چھوڑ دیا
رحمتِ خالقِ مطلق نے بھی رُخ موڑ لیا

مایوسیوں کے ایسے گھرے اندھیرے میں بدرالقادری مصباحی کی فکری جولانی امید و بیم کی کرن تلاش کرنے میں کامیابی حاصل کرلیتی ہے ؎

بازوئے مسلمِ خستہ ابھی کم زور نہیں
یہ جو اُٹھ جائے تو اس سے کوئی شہ زور نہیں

آج بھی ہم افقِ دہر پہ چھا سکتے ہیں
ہم جو چاہیں تو تغذذ کو مٹا سکتے ہیں

اور اس ضمن میں ہمیں کون سا کام کرنا پڑے گا؟ کیسی قربانی دینی ہوگی؟ اس کا پیغام دیتے ہوئے نوجوانانِ ملتِ اسلامیہ سے خطاب کرتے ہیں کہ ؎

کردے بے پردہ مساوات کی تحریروں کو
توڑ دے بندشِ آلام کی زنجیروں کو
سُرخروئی کے لیے سرکو کٹانا ہوگا
زندگی کے لیے ہستی کو مٹانا ہوگا

مولانا بدرالقادری مصباحی شاعری کو محض اپنی طبعی تسکین یا تکمیلِ ذوق کے لیے اپنانے کو معیوب تصور کرتے ہیں ان کی شاعری محض شاعری نہیں بل کہ حیات افروزی ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ افرادِ قوم کی زندگی کے مدوجزر میں شاعری سے ایک باخبر ناخدا کا کام لیا جانا چاہیے اور عظمتِ لوح وقلم کی سودے بازی سے کوسوں دور رہتے ہوئے گرمیِ تقریر اور شوخیِ تحریر سے گریز کرتے ہوئے معنی ومطالب کے موتیوں کی مالا پرونا چاہیے اور مئے توحید اور بادۂ عشقِ سرور صلی اللہ علیہ وسلم میں خود کو سرشار رکھنا چاہیے ؎

ہے فضائے دہر پہ الحاد و لادینی محیط
عظمتِ لوح وقلم کی سودے بازی عام ہے
اے جواں! صدق وصفا عدل و مروّت کی قسم
پھر جہاں میں ذوالفقارِ حیدری کا کام ہے
خوب صورت ہے لفافہ اور اندر کچھ نہیں
شوخیِ انشا ہے گر تو گوہرِ معنا بھی لا
دیں، کتابِ فلسفہ کے خشک مزوے نہیں
پی مئے توحید عشقِ سرورِ دانا بھی لا

وہ گرمیِ تقریر ہو یا شوخیِ تحریر
فرسودہ ہے یہ آرٹ بھی اب لوحِ جہاں پر
اب سادہ زبانوں کو تُو کر دل سے ہم آہنگ
ہیں گوش بر آواز سبھی تیری اذاں پر

مولانا بدرالقادری مصباحی نے رومانی شاعروں کے عیش وعشرت اور رامش ورنگ کی محفل کو درہم برہم کرکے رگِ ہستی کو چھیڑا ہے اپنے ساز کے تار سے ایسے نغمات الاپے ہیں اور اس انداز سے نغمہ سرائی کی ہے کہ ان کے مطالعہ سے ذہنوں میں انقلاب پیدا ہوتا ہے اور خوابیدہ دلوں میں بیداری کی لہر دوڑنے لگتی ہے ۔

میں مسلمان ہوں حق بات پہ مرنے والا
بادۂ صبر سے ہنس ہنس کے گزرنے والا
خوں چکاں گردشِ آلام کے جھونکے آئیں
ہر طرف ظلم و تباہی کی گھٹائیں چھائیں
بدلیاں مینہ کی جگہ سنگِ ستم برسائیں
میں نہیں پھر بھی صداقت سے مکرنے والا

کوئی کہہ دے یہ ذرا جاکے ستم گاروں سے
مجھ کو دہشت نہیں کچھ خون کے فواروں سے
کھیلتا آیا ہوں میں تیغوں کی جھنکاروں سے
ڈوب کر اپنے لہو میں ہوں اُبھرنے والا

میں جو جیتا ہوں تو غازی کا لقب پاتا ہوں
خلد میں بعد شہادت کے پہنچ جاتا ہوں

جان دے کر بھی حیاتِ ابدی پاتا ہوں
اور ہوگا وہ کوئی موت سے ڈرنے والا

فتنۂ قہر کو اے گردشِ ایام نہ چھیڑ
جذبۂ شوق کو اے بادۂ گل فام نہ چھیڑ
بدر عالم کو ذرا شعلۂ ناکام نہ چھیڑ
تُو کہاں اس کے مقابل ہے ٹھہرنے والا

مولانا بدرالقادری مصباحی مجددِ اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی کے افکار و مسلک کے پیرو اور مبلغ ہیں ۔امام احمد رضا کے پیغامِ عشقِ رسالت کو اکنافِ عالم میں عام کرنا آپ کا مطمحِ نظر ہے۔امامِ عشق محبت قدس سرہٗ کے عشق و فکر کی جو چھاپ مولانا کے ذہن و دل پر ثبت ہے اس سے پورا مجموعۂ کلام ''الرحیل'' مزین و آراستہ ہے۔سوئے طیبہ جانے والے کاروانِ اہلِ شوق کو مالک و مختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ترین بارگاہ میں ''اشک بار آنکھیں'' عنوان کے تحت استغاثہ پیش کرنے کا جو انداز اختیار کیا ہے۔اس کی زیریں رو سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات و کمالات اور تعظیم و توقیر کے سلسلے میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی شہرۂ آفاق خوش عقیدگی کا اظہار و اشتہار ہوتا ہے ۔

حضور گنبدِ خضرا پہنچ کے اے لوگو!
یہ استغاثۂ درد و فراق کہہ دینا
گزر رہا ہے جو طوفان قوم پر کہنا
دیارِ غیر میں جینا ہے شاق کہہ دینا

پکڑ کے مرقدِ انور کی پُر کشش جالی
کہو کہ اے شہِ کونین رحمتوں والے

زمانہ پھر نئی کروٹ بدل رہا ہے حضور!
پڑے ہیں آج مسلماں کی زیست کے لالے

زمیں پہ راج ہے پھر ظلم و بربریت کا
ہر ایک سُو ہے مسلط شرارِ بولہبی
حضور! بھیجئے ایسے کسی مجاہد کو
اُٹھے جو ہاتھ میں لے کر چراغِ مصطفوی

ستم رہے نہ ستم کیش کا زمانہ ہو
ہر اک زبان پہ توحید کا ترانہ ہو

اہلِ ایمان کی سب سے بڑی آرزو، خواہش اور تمنا یہی ہوتی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے شہرِ مقدس اور روئے منور کی زیارت نصیب ہوجائے۔ بارگاہِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں اس ایمانی خواہش کا اظہار یوں کررہے ہیں ؎

حاضری کی ہو اجازت بارگاہِ ناز میں
زندگی پاجائے اک آشفتہ کی چشمِ ملوّل
دو کرم کی بھیک مجھ کو بہرِ سلمان و اویس
یا حبیبی یا محمد مصطفی پیارے رسُول

اے شہنشاہِ مدینہ سرورِ دنیا و دیں
اے عروسِ بزمِ ہستی ساکنِ عرشِ بریں
میں بھی تو سرکار ہی کے نام لیواوں میں ہوں
ساغرِ دیدار کیا میرے مقدر میں نہیں

مولانا بدرالقادری مصباحی چوں کہ مسلکِ اہلِ سنت کے نقیب ہیں۔ اس لیے آپ حقیقی عقیدۂ توحید کے علم بردار ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کو منصبِ الوہیت کے پاس ولحاظ، مصطفی پیارے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے ساتھ ساتھ اولیائے امت، داعیانِ اسلام اور مجاہدینِ حق وعلمائے دین سے بے پناہ قلبی لگاو اور بے لوث الفت وعقیدت ہے۔ "الرحیل" میں جابجا اس کا نظارا کیا جاسکتا ہے۔ صحابۂ کرام، مجاہدینِ اسلام، شہدائے اسلام اور اولیائے اسلام کا والہانہ انداز میں ذکرِ خیر ہے۔ مجاہدِ اعظم سید سالار مسعود غازی، حضور خواجہ غریب نواز، علامہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی، مجددِ اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی، صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت وغیرہم کی شان میں مناقب بھی الرحیل میں شامل ہیں۔

مولانا بدرالقادری مصباحی داعی و مبلغِ اسلام ہیں۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عامل ہیں۔ آپ شاعری کے ذریعہ قومِ مسلم کو بیدار کرکے پوری دنیا میں عظیم اسلامی انقلاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ کے یہاں تصنع اور لفاظی کی کوئی قیمت نہیں آپ کی پاکیزہ فکر، اصلاحِ اُمت و انقلاب کی سچی تڑپ، اسلام کی تبلیغ کا جذبۂ بیکراں آپ کے کلام کے حقیقی عناصر ہیں آپ شاعر سے پہلے ایک مسلمان ہیں اس لیے آپ کے نظریات بھی اعلا ہیں خود کہتے ہیں :

"چوں کہ شاعر سے پہلے میں ایک مسلمان ہوں اور بلا تقسیم ملک و وطن، وحدتِ کلمہ کی بنیاد پر دنیا کا ہر مسلمان میرا اپنا بھائی ہے۔ میری قوم 'خیر امت' ہونے کے باعث تہذیبِ انسانی کے لیے نہ صرف رہنمائی کے لائق ہے بل کہ بلا شرکتِ غیرے 'واحد حق دار' ہے اور اقدارِ اسلامی ہی ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ ہے اسلام زندۂ جاوید دین ہے اور صرف اسی کے اصولوں میں جہاں داری و جہاں بانی کی صلاحیت موجود ہے۔ اس لیے میرا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں عظیم اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے ہر زبان کے مسلمان شاعر پر بھی اپنے گردوپیش کو 'انقلابی رحلت' کے لیے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے اور ایمانی ولولہ پیدا کرنے کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے"۔ (الرحیل ص)

مولانا بدرالقادری مصباحی کے "حقایق" کے ان جملوں کی روشنی میں "الرحیل" کو

پرکھنے کے بعد مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ آپ نے اپنی شاعری کے ذریعہ مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے اور ایمانی ولولہ پیدا کرنے کی پوری کوشش کی ہے اور قوم وملت کو نسخۂ تعمیر امت عطا کیا ہے۔ یہ مولانا کا عجز ہے کہ آپ الرحیل کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ "نہ میں اس کے ذریعہ ادبی شہ پاروں میں کسی عظیم اضافہ کا مدعی ہوں"۔ جب کہ حقیقت یہ
ہے کہ الرحیل جیسے صنائع وبدائع اور شعری وفنی محاسن سے لبریز ہر قسم کی شاعرانہ پیکر تراشی سے مزین مجموعۂ کلام کو بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ............

الرحیل شعری دنیا کے ادبی شہ پاروں میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

الرحیل مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے اور ایمانی جوش وولولہ پیدا کرنے کیلئے صوتِ انقلاب ہے۔

الرحیل اصلاحِ امت اور انقلاب وبیداری کے لیے نسخۂ کیمیا ہے۔

الرحیل بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم کوچ کرنے کی بانگِ درا ہے۔

لاریب!

الرحیل گم گشتگانِ راہ کے لیے نشانِ مقصود تک رسائی کا وسیلہ ہے۔

ذہن و دل میں غافلوں کے پھونک دے بیداری کی روح
نسخۂ تعمیر ملک اور قوم جہاں ہے الرحیل
سرخروئی ، کامرانی ، سرفرازی کا پیام
منزلِ مقصود کا بے شک نشاں ہے الرحیل

(ماہ نامہ کنز الایمان، دہلی جلد نمبر ۶، شمارہ نمبر ۲، دسمبر ۲۰۰۲ئ/رمضان، شوال
۱۴۲۳ھ، صفحہ ۴۵/۴۸)

☆☆☆☆

ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی......اک تعارف

نام: محمد حسین قلمی نام: محمد حسین مُشاہدؔ رضوی
والد کا نام: عبدالرشید برکاتی والدہ کا نام: خدیجہ جمن
شریکِ حیات: سمیہ ثمرین دختران: مصطفےٰ میمونہ، حرکا تسنیم
ولادت: محرم الحرام 1400ھ/دسمبر 1979ء
مقامِ ولادت: مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر
تعلیمی لیاقت: ایم۔اے، ڈی۔ایڈ، پی۔ایچ۔ڈی (اردو)، یوجی سی۔نیٹ (اردو)،
دیگر تعلیمی لیاقت: 2 سالہ خوش نویسی وخطاطی کورس، زیرِ اہتمام قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی ڈی۔ٹی۔پی کورس
پی۔ایچ۔ڈی کا موضوع: (مفتیِ اعظم علامہ) مصطفیٰ رضا نوریؔ بریلوی کی نعتیہ شاعری کا تحقیقی مطالعہ
یونی ورسٹی کا نام: ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر مراٹھواڑہ یونی ورسٹی، اورنگ آباد، مہاراشٹر
نگراں کا نام: محترمہ ڈاکٹر شرف النہار،
صدر شعبۂ اردو ڈاکٹر رفیق زکریا کالج فور ویمن، اورنگ آباد، مہاراشٹر
مشاغل: سیرت، قرآنیات، احادیث، شاعری، تنقید و تحقیق، ادب اور مذہبی ادب کا مطالعہ
ملازمت: ضلع پریشد اردو پرائمری اسکول، نیا ے ڈونگری، تعلقہ ناندگاؤں، ضلع ناسک (2002ء سے تاحال)

☆ ادبی سرگرمیاں: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی کو شعر وادب میں اردو ادب سے عموماً اور مذہبی ادب سے خصوصاً دلچسپی اور شغف ہے۔ نثر و نظم دونوں اصناف ادب میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ اردو کے ابھرتے ہوئے حمد ونعت گو شاعر، قلم کار اور نعتیہ ادب کے جواں سال محقق وناقد میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کا طرزِ تحریر انتہائی دل نشین، شگفتہ اور سلیس ہے۔ مذہبی، اصلاحی، سماجی، تعلیمی اور ادبی موضوعات پر اب تک درجنوں تحقیقی وتنقیدی اور تجزیاتی مضامین ومقالات نہ صرف مقامی اخبارات بل کہ ملکی وبین الاقوامی اخبارات ورسائل اور جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ یہی نہیں بل کہ موصوف کے کئی اہم مضامین کے دوسری زبانوں میں تراجم بھی ہوئے ہیں۔ شاعری میں موصوف نے حمد ومناجات ودعا، نعت گوئی، سلام، اولیاے کرام کی شان میں مناقب نگاری اور معتقد علماے کرام کے لیے نذرانۂ عقیدت کو اپنا مطمحِ نظر بنایا۔

انعامات واعزازات: (1) بارھویں جماعت میں اردو مضمون میں ٹاپ (1997)
ایوارڈ من جانب مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی، ممبئی
(2) مقابلۂ خوش نویسی میں دوم انعام (1998)

منعقدہ من جانب ادارۂ فیض القلم، مالیگاؤں

(3) تقریری مقابلے میں اول انعام (1998)

منعقدہ من جانب اے ٹی ٹی ہائی اسکول کلچرل کمیٹی، مالیگاؤں

(4) بیسٹ کیلی گرافران اردو (1999) من جانب الانصار ایجوکیشنل سوسائٹی، ہزار کھولی ، مالیگاؤں

(5) بی۔ اے میں اردو مضمون میں ٹاپ (2002)

ایوارڈ من جانب مہاراشٹرا اسٹیٹ اردو اکیڈمی، ممبئی

(6) ایم۔ اے میں اردو مضمون میں ٹاپ (2004)

ایوارڈ من جانب مہاراشٹرا اسٹیٹ اردو اکیڈمی، ممبئی

(7) ایوارڈ من جانب کل ہند تنظیم اردو اساتذہ ناسک ڈویژن،

برائے ادبی و تدریسی خدمات (2009) بدست محترم اطہر پرویز صاحب

(8) تاج الاسلام ایوارڈ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی (2011)

من جانب تنظیم نوجوانانِ اہل سنت، اورنگ آباد

(9) بیسٹ اکیڈمک اچیومنٹ برائے پی ایچ ڈی (2011)

بدست محترم ڈاکٹر اے جی خان صاحب (بی سی یو ڈی، مراٹھواڑہ یونی ورسٹی اورنگ آباد)

(10) فخر سنیت ایوارڈ برائے پی ایچ ڈی (2011)

من جانب رفیع انجمن ایجوکیشنل سوسائٹی، مالیگاؤں بدست حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ

(11) وقار قلم ایوارڈ برائے پی ایچ ڈی (2011)

من جانب ترقی اردو ہند، شاخ مالیگاؤں و اردو لائبریری ٹرسٹ، مالیگاؤں

(12) فیضانِ رشید ایوارڈ برائے پی ایچ ڈی، (2011)

من جانب نوجوانانِ بزم حق، دیباے ڈوگری

(13) اعزاز من جانب مہاراشٹرا اجیہ پراتھمک شکشک سنگھ شاخ نانگاؤں

برائے پی ایچ ڈی، (2011) بدست مسٹر پنکج بھجبل ایم ایل اے، نانگاؤں

(14) توصیفی سند، سپاس نامہ و اعزاز برائے پی ایچ ڈی، (2011)

من جانب جامعہ غوثیہ نجم العلوم، ممبئی

مطبوعات:

(1) چہل حدیث مع گلدستۂ احادیث 2004ء

(2) اردو کی دل چسپ اور غیر معروف صنعتیں 2005ء

(3) لمعاتِ بخشش (نعتیہ دیوان) 2009ء

(4) تذکرۂ مجیب 2010ئ

(5) عملی قواعدِ اردو 2010ء

(6) فخر رضا کے ادبی جواہر پارے 2011ء

(7) سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی 2011ء

(8) جنگِ آزادی 1857ء کا فتواے جہاد اور علامہ فضل حق کا قائدانہ کردار 2011ء

(9) تطہیراتِ بخشش (شعری مجموعہ) 2011ء

(10) شادی کا اسلامی تصور 2011ء

(11) پھنس گیا کنجوس (ادبِ اطفال، مراٹھی کہانیوں کا ترجمہ) 2011ء

(12) اقلیمِ نعت کا معتبر سفیر ..... نظمی مارہروی 2011ء

(13) عملی قواعدِ اردو 2011ء

(14) گلشنِ اقوال 2011ء

(15) رہنماے نظامت 2011ء

(16) خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ 2011ء

(17) چکاڈاکو اور جادوئی غار (کہانیاں) 2012ء

(18) سلطان ٹیپو 2012ء

(19) میلاد النبی ﷺ اور علماے عرب 2012ء

(20) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا 2012ء

(21) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا 2012ء

(22) حضرت حفصہ بنت عمر و حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا 2012ء

(23) گل دستے (نظمیں براے اطفال) (انٹرنیٹ ایڈیشن)

(24) درود و سلام رضا مع فرہنگ (انٹرنیٹ ایڈیشن)

(25) نعت کی خوشبو گھر گھر پھیلے (انٹرنیٹ ایڈیشن)

(26) نعت میں حزم و احتیاط اور موضوع روایتیں (انٹرنیٹ ایڈیشن)

(27) عید الفطر اجتماعیت اور اخوت کے عملی اظہار کا دن (انٹرنیٹ ایڈیشن)

(28) ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط کی "اردو میں حمد و مناجات" پر چند معروضات (انٹرنیٹ ایڈیشن)

سائٹس www.scribd.com/mushahidrazvi/
www.facebook.com/mushahidrazvi1/
mushahidrazvi79@gmail.com